نورِ محمدی ﷺ

خلقت سے ولادت تک

میلاد نامہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

نور محمدی ﷺ

خلقت سے ولادت تک

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ٥

مَوْلَاےَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

مقدمہ

اس رسالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت مبارکہ سے ولادت مطہرہ تک کا ذکر نہایت مختصر طریق پر کر دیا گیا ہے تاکہ اہل ایمان و محبت اسے ہر وقت تنہائی میں اور مجالس میں بالخصوص محافل میلاد میں سہولت اور ذوق و شوق سے پڑھ سکیں اور سن سکیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرے کا کیا فائدہ ہے اور اس کی شرعی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟ تو جان لو کہ اہل محبت کو ایسے سوال کی ہرگز ضرورت نہیں پڑتی ان کے لئے تو یہی کافی ہے کہ انہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا کچھ حال معلوم ہو۔ بلکہ وہ تو یوں کہیں گے! کچھ اور سناؤ، کچھ اور سناؤ ابھی طبیعت سیراب نہیں ہوئی سوال اہل دلیل کر سکتا ہے یا اہل انکار۔

آگاہ رہو کہ اہل انکار کو جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ان کے لیے خاموشی بہتر ہے البتہ اہل دلیل کے لیے اتنا کافی ہے کہ اللہ کے پیاروں کی ولادت کا تذکرہ اللہ رب العزت کی اپنی سنت ہے! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار حضرت آدم کی تخلیق کا ذکر فرمایا اور اس کی تفصیلات بیان کیں جنت میں ان کے قیام و طعام اور زمین پر ھبوط کے واقعات بیان فرمائے۔ حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی ولادت اور آپ کے بچپن کے واقعات کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت اور بچپن کے حالات بیان فرمائے پھر حضرت مریمؑ کی ولادت اور ان کے بچپن کا حال بیان فرمایا۔ حضرت یحییٰؑ کی ولادت اور ان کے بچپن کے حال کا ذکر فرمایا اور پھر نفخ روح کے ذریعے حضرت مریمؑ کے حمل سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت تک کا پورا واقعہ بیان کیا، بوقت ولادت حضرت مریمؑ کے دردِ زہ، پریشانی اور جملہ کیفیات کا ذکر کیا جہاں حضرت عیسیٰؑ کا تولّد ہوا اس مقام کا بیان کیا۔ حضرت مریمؑ کو اس وقت قدرتِ الٰہیہ سے جو خوراک کھجوریں اور پانی مہیا کیا گیا۔ اس کا بیان کیا۔ حتیٰ کہ ان کی قوم کے طعنے آپؑ کی خاموشی اور اشارے سے جواب، الغرض حضرت عیسیٰؑ کا بولنا اور آپؑ کا ابتدائی کلام جو آپؑ نے گہوارے میں کیا سب کچھ بیان فرما کر ارشاد ہوا ذلک،

عیسی ابن مریم قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ۝ (یہ عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں اور یہ وہ سچی بات ہے جس میں لوگ جھگڑا

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دو جملوں میں حضرت عیسیٰؑ کے مخلوق ہونے اور متولد ہونے کا بیان فرما سکتا تھا، مگر اس نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس عمل کو ہمارے لیے قرآنی حکم اور اپنی سنت بنا دیا۔ پھر کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اللہ کا پیارا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے انبیائے کرام کی ولادتوں کا فقط بیان فرمایا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مطہرہ کی نسبت سے قسم کھائی، اور ارشاد فرمایا

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر ولادت "مکہ" کی قسم کھائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اور رہن سہن کی قسم کھائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد یا جد امجد کی قسم کھائی گئی اور بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود ہونے کی قسم کھائی گئی گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے نسب مبارک اور میلاد پاک کا بیان بصورت قسم آگیا یہی سنت ہم نے اس رسالہ میں اپنے پیش نظر رکھی ہے۔

اگر قلب سلیم ہو تو اسی قدر قسم کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے لے کر موجودہ زمانے تک ہر دور میں اسلاف اور بزرگان دین اپنے اپنے طریقے اور ذوق و تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک کا ذکر کرتے رہے اس پر رسائل اور کتابیں لکھتے رہے اور ولادت مطہرہ کے واقعات و عجائبات روائت کرتے رہے۔ محافل اور مجالس میں انہیں پڑھ کر، سن کر اور سنا کر ایمان اور محبت کی تازگی کا سامان فراہم کرتے رہے تاریخ اسلام کا کوئی زمانہ اس مبارک اور محبوب عمل سے خالی نہیں رہا۔ اس لیے حضور الٰہی میں التجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر پاک کی برکت سے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ فرمائے اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دولت عظمیٰ میں سے خیرات عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(۱) امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے اپنے آقا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبیؐ کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج نہ چاند تھا نہ جن اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

(۲) امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو حکم فرمایا کہ انوار انبیاء پر توجہ کرے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک نے دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح و انوار پر توجہ فرمائی تو اس نور نے ان سب انوار کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے عرض کی باری تعالیٰ ہمیں کس نے ڈھانپ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں شرف نبوت سے بہرہ ور کیا جائے گا اس پر سب ارواح انبیاء نے عرض کیا باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ اس کا مکمل ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر کے معبوث کروں تو اس کے بعد آپ کے پاس میرا پیارا رسول آ جائے تم سب اس پر ایمان لانا اور اس کے مشن کی مدد کرنا۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ اپنی اپنی امت کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کی تلقین کرتے رہیں گے چنانچہ تمام انبیاء کرام نے ایسا ہی کیا (المواہب المدنیہ)

(۳) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت سے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا ہے۔

(۴) امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! آپ کب نبی بنائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے میثاق نبوت لیا گیا۔

(۵) حضرت مسِرۃ الفخر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا آپ کب سے نبی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا (میں اس وقت سے صفت نبوت سے موصوف ہوں) جبکہ آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے یعنی ابھی ان کی روح کا جسدِ اطہر سے تعلق نہیں ہوا تھا۔

(۶) حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا (احمد اور بیہقی نے اسے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے)

(۷) احکام ابن القطانؒ میں حضرت امام زین العابدینؒ سے روایت ہے وہ اپنے باپ امام حسینؓ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(۸) حضرت سرہؓ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ حضور! آپ کب سے شرف نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعدازاں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو ٹھہرایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا پس جب ان کے روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی (محدث ابن جوزی نے اسے الوفا میں روایت کیا ہے)

بلکہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل جس وقت اس کے اقتدار اور سلطنت کا عرش عالم مادی میں فقط پانی پر تھا (یعنی نیچے صرف پانی تھا اور اوپر اسی کو معلوم ہے کیا تھا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا۔ اس میں ایک بات یہ تھی

انّ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں

اسے امام بنھانی نے الانوار المحمدیہ میں نقل کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سال سے مراد ہمارے ماہ و سال نہیں کیونکہ اس وقت تو سورج اور شب و روز وجود میں نہیں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مدت سے حقیقت میں کتنا زمانہ مراد ہے۔ قران مجید میں قیامت کے ایک دن کی مدت پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اگر یہ اعتبار سامنے رکھا جائے تو خدا جانے عرصے کی درازی کا عالم کیا ہوگا۔

(۹) حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔
فائدہ :۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر کرنا مقصود تھا۔

(۱۰) یہ روایت دوسرے طریق پر اس طرح ائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کو نام کے ساتھ ابو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت سے بلایا۔ آپؑ نے عرض کی باری تعالیٰ میری یہ کنیت کیسے ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔ آپ نے اوپر دیکھا تو عرش پر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا باری تعالیٰ یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ یہ تیری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمانوں میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر میں اسے پیدا نہ کرتا تو نہ تمھیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا فرماتا۔
(۱۱) حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو انہوں نے بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمؑ! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا؟ عرض کیا اے رب! مین نے اس طرح پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے روح میرے اندر پھونکی میں نے سر جو اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تم سچے ہو۔ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے

درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

اور امام طبرانیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور مزید یہ روایت کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں۔

(۱۲) حضرت وہبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ میں مالک شان الوہیت ہوں اور مکہ کا مالک ہوں اس کے رہنے والے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اس کے زائرین میرے مہمان ہیں اور میری پناہ میں ہیں مکہ میرا گھر ہے جس کو میں اہل آسمان اور اہل زمین سے آباد کروں گا لوگ اس کی طرف جوق در جوق آئیں گے اگرچہ وہ پراگندہ بالوں اور غبار آلود جسموں والے ہوں گے وہ تکبیروں کے ساتھ آوازوں کو بلند کریں گے کبھی تلبیہ (لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک) کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں زاری کریں گے کبھی انکساری کے ساتھ آنکھوں سے سیلاب اشک بہاتے ہوں گے جو میرے اس گھر کا خالص قصد لے کر آئے گا دوسرا کوئی مقصد اس کے پیش نظر نہیں ہو گا تو وہ شخص ہی در حقیقت میرا زائر ہے اور مہمان ہے اور میری منزل قرب میں اترنے والا ہے اور میرے ذمۂ کرم پر ہے کہ میں اس کو کرامت و عزت کا تحفہ دوں گا۔ وہ گھر اس کا ذکر و شرف ------ اور اس کی مجد و برتری اور رونق و بہار تمہاری اولاد میں سے اس نبی کے حوالے کروں گا جن کو ابراہیم کہا جائے گا۔

میں ان کے لئے اس گھر کی بنیادیں بلند کروں گا اور ان کے ہاتھوں پر اس کو مکمل کروں گا۔ پھر اس گھر کو لوگ یکے بعد دیگرے آباد کرتے رہیں گے حتیٰ کہ آبادی کی انتہا تمہاری اولاد میں اس نبی پر ہو گی جن کو "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام سے پکارا جائے گا وہ آخری نبی ہوں گے میں ان کو بیت اللہ کا باسی و والی بناؤں گا اور اس کا محافظ و نگران اور اس کے زائرین کو آب زمزم پلانے والا بناؤں گا اگر اس وقت کوئی میرے متعلق دریافت کرے (اور مجھے ملنا چاہئے) تو میں اس نبی آخرالزماں کے پراگندہ بال غبار آلود غلاموں کے ساتھ ہوں گا جو اپنی نذروں کو پورا کرنے والے ہوں گے اور دل و جان سے میری طرف متوجہ ہوں گے۔

(۱۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ جب میں نے عرش کو پیدا کیا تو وہ میری ہیبت و جلالت سے لرزنے لگ گیا جب میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو اس کو سکون و قرار آگیا۔

(۱۴) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی مٹی میرے پاس لے آؤ جو میرے محبوب پاک کے جسم اقدس اور جسد اطہر کی تخلیق کے لائق ہو تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر والی جگہ سے لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے تو امر خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا۔ جنت کی لہروں میں اسے دھویا گیا پھر (نور نبوت اس میں رکھ کر) اس کو عرش و کرسی لوح و قلم اور آسمانوں اور زمینوں میں ہر جگہ پھرایا گیا تاکہ ملائکہ اور ہر شے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف و فضل کو پہچان لے۔

ابھی انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو نہ جانا تھا نہ پہچانا تھا پھر نور محمدی تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا جو کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے انوار سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا اے آدم یہ تیری نسل میں پیدا ہونے والے انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطن اقدس کی طرف منتقل ہو گیا وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ماسوا حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا بنے

پھر نبی الانبیاء علیہ الصلاۃ و السلام کا نور انور یکے بعد دیگرے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا تاآنکہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(۱۵) ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت

فرمائی کہ تمھاری پشت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے سواے پاکیزہ رحم میں منتقل کرنا سوائے پاک عورتوں کے کس کا رحم اس نور کا مسکن اور ٹھکانہ نہیں بن سکے گا۔ سو یہ وصیت نسلا" بعد نسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کا ہر فرد اپنے بیٹے کو کرتا رہا تا آنکہ یہ نور تمام زمانوں میں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبد اللہ کی پشت مبارک تک آن پہنچا۔

(۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی پشت مبارک میں زمین پر اتارا اور حضرت نوح علیہ السلام کی پشت مبارک میں کشتی کے اندر رکھا اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھا۔ جب انہیں دہکتی آگ میں ڈالا گیا۔ اسی طرح ہر دور میں مجھے مبارک پشتوں سے مبارک ارحام کی جانب منتقل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اپنے والدین کریمین کے گھر جلوہ افروز ہوا۔ ان میں کوئی بھی بدکاری کے نزدیک تک نہیں گیا۔

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور غلط کاری سے پیدا نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک جاہلیت کی غلط کاری کا کوئی ذرہ مجھ کو نہیں پہنچا۔ یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی۔ میرے تمام آباء اور امہات سب اس سے منزہ رہے۔ پس میرے پورے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔

(۱۸) روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا" یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو مثلا" حمل ہی نہ ٹھہرا ہو۔ وہ بھی بدنکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول مذکر و مؤنث ہمیشہ برے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھ کو اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفیٰ اور مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب بھی لوگوں میں دو شعبے ہوئے میں بہترین شعبہ میں رہا (کذانی المواہب)

(۱۹) دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق مغارب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اسے طبرانی نے اوسط میں بھی بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے آثار صحت خود صفحات پر نمایاں ہیں۔

(۲۰) مشکوٰۃ المصابیح میں مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ بیان ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیلؑ کی اولاد کو منتخب کیا) اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں خاندان، گھر، نسب اور اپنی ذات کے حوالے سے سب سے افضل ہوں (اور یہ اللہ کا فضل ہے میں فخر نہیں کرتا) اسی طرح کا مضمون صحیح بخاری میں حضرت ابوھریرہ سے بھی مروی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور فرمایا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے ساتھ شریک کیا۔ تب تعمیر کعبہ کے وقت دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی "اے ہمارے رب ہماری مزدوری قبول فرما اور ہماری نسل میں وہ امت مسلمہ جو خیرالامم ہے پیدا فرما اور ہماری ہی نسل میں سے اس نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما۔ سو اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خانوادہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چن لیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے ان کا خانوادہ اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد دوسرے انبیاء کے لئے خاص فرما دی گئی یہ بنی اسرائیل کہلائے چنانچہ بعدازاں تمام انبیاء علیہم السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے آئے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پوری نسل صرف ایک اور سب سے آخری اور افضل نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کر دی گئی۔

(۲۱) قاضی عیاض مالکیؒ نے شیخ ابو عبداللہ بن احمد العدلؒ کی سند کے ساتھ حضرت

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھی قسم میں رکھا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے " ایک گروہ اصحاب الیمین کا ہے اور دوسرا گروہ اصحاب الشمال کا " پس میں اصحاب الیمین سے ہوں اور ان میں بھی سب سے بہتر ہوں پھر ان دونوں کے تین تین حصے کئے اور مجھے تیسرے بہتر حصے میں رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " ان میں سے ایک حصہ اصحاب المیمنہ ہے دوسرا حصہ اصحاب المشئمۃ اور تیسرا السابقون کا ہے " میں السابقون میں سے ہوں اور ان میں سب سے بہتر پھر ان تینوں کے قبیلے بنائے گئے تو مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے " اور ہم نے تمھیں قبیلوں اور برادریوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں متقی ہی سب سے باعزت ہوں گے۔ "

تو میں اللہ کے نزدیک اولاد آدم میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا پھر قبائل کے گھر بنائے گئے اور مجھے بہتر گھر میں رکھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

" اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروالوں سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمھیں پاک کر کے ستھرا کر دے۔ "
اس آیت قرآنی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پوری نسب مبارک اور آپ کے قبیلہ و خاندان کا شرف تمام انساب و قبائل پر ثابت ہوتا ہے۔ بے شک مخلوق کو سب شرف اور بزرگیاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے عطا کی گئیں ہیں
(۲۲) حضرت عباسؓ نے بصورت نعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کچھ اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(۱) جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام اپنے اپنے جسموں کو (جنت میں) پتوں سے ڈھانپ رہے تھے۔ اس وقت سے بہت پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسرت و شادمانی کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔
(۲) (ان کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد) آپ بھی ان کے ہمراہ زمین پر تشریف لے

آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی گوشت اور علق کی حالت میں۔

(۳) بشریت کے ظہور کے بعد آپ احسن صورت میں محفوظ مقامات کے اندر ایک سوار کی طرح جلوہ فرما رہے۔ گھوڑے کو لگام لگا کر تیار رکھا ہوا تھا جس سے اگلی منزل پر پہنچتے اور پچھلی روپوش ہو جاتی۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مسکن (ہر قسم کی آلودگی اور خطرات سے) محفوظ تھا۔ جیسے خندقوں اور بلند چٹانوں سے گھرا ہوا ہو۔ لیکن آپ ان مقامات میں بھی اس کائنات کی زبان بن کر رہے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک دور گزرتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

(۶) جب آپ (سیدہ آمنہ کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو تشریف آوری کے باعث زمین پُر نور ہو گئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔

(۷) ہم آپ کی ضیا پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔

(۸) یارسول اللہ! آپ ہی کی وجہ سے حضرت ابراہیم پر آگ ٹھنڈی ہوئی اور آپ ہی آگ سے ان کے بچاؤ کا سبب بنے جب کہ آگ بھڑک رہی تھی۔

(۲۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک کے حوالے سے روایات میں آیا ہے کہ آپ کا نور اقدس جس پشت میں منتقل ہوتا اسکی پیشانی میں چمکتا تھا۔ حتیٰ کہ المواہب میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک انکی پیشانی میں خوب چمکتا تھا اور اس نور کی ایسی عظمت تھی کہ بادشاہ بھی ہیبت زدہ ہو جاتے اور آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

(۲۴) حافظ ابو سعید نیشا پوریؒ نے ابوبکر بن ابی مریم اور سعید بن عمرو انصاری کے ذریعے سے حضرت کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہوگئے تو ایک دن حطیم میں سوگئے۔ اٹھے تو آنکھ میں سرمہ اور بالوں پر تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا

تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی انکے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سنکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کی شادی کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح قُبلہ سے کیا پھر انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا تو انکے نصیب میں نور محمدیؐ آیا اور انکے بطن سے حضرت عبداللہ متولد ہوئے۔

(۲۵) حضرت عبدالمطلب کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شبیر پر لے جاتے اور انکے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدیؐ کی برکت سے باران رحمت سے نوازتا تھا (کذافی المواھب)

(۲۶) کتب سیر وفضائل میں بکثرت مروی ہے کہ جب ابرہہ بادشاہ کے اصحاب فیل نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کیلئے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی تو حضرت عبدالمطلب چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل شبیر پر چڑھے۔ اس وقت آپ کی پیشانی سے نور مبارک اس طرح چمکا کہ اس کی شعاعیں خانہ کعبہ پر پڑیں۔ آپ نے قریش سے کہا بے فکر ہو جاؤ اس طرح نور کے چمکنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم غالب رہیں گے حضرت عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے تھے آپ انکی واپسی کیلئے ابرہہ کے پاس گئے تو وہ حضرت عبدالمطلب کی نورانی شکل اور پیشانی میں چمکتے ہوئے نور کی عظمت و ہیبت سے مرعوب ہو گیا اور فورا تخت سے نیچے اتر آیا آپکی بے حد تعظیم کی اور آپکو اوپر بٹھایا اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اسکا ہاتھی اس نور کے سامنے سجدے میں گر گیا جیسا کہ المواھب سیرت حلبیہ اور دیگر کتب میں منقول ہے اور اللہ نے اس ہاتھی کو زبان دی اور اس نے نور محمدیؐ کی خدمت میں سلام عرض کیا جسے دوسرے لوگ بھی سمجھ گئے۔

(۲۷) ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر بطریق عطاء، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب اپنے فرزند حضرت عبداللہ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جو تورات، انجیل اور کتب سابقہ کی عالمہ تھی۔ اس کا

نام فاطمہ خثعمیہ تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے (پیشانی) پر نور محمدی چمکتا ہوا دیکھا تو حضرت عبداللہ کو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا' پھر مذکور ہے کہ آپکا نکاح جب حضرت آمنہؓ سے ہوگیا اور نور محمدی انکے بطن میں منتقل ہوگیا تو ایک روز حضرت عبداللہ اسی فاطمہ نامی کاہنہ کے پاس سے دوبارہ گزرے' اس نے آپکی طرف توجہ تک نہ کی' حضرت عبداللہ نے پوچھا کیا بات ہے اُس وقت مجھے دعوت نکاح دیتی تھی اور آج توجہ تک نہیں کرتی اس خاتون نے جواب دیا جس نور کی خاطر میں آپ کی طرف راغب ہوئی تھی وہ کوئی اور خوش نصیب لے گئی اب مجھے آپ سے شادی کی حاجت نہیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ نور مبارک میرے نصیب میں ہوتا مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا۔ وہ نور آپ سے جدا ہوچکا ہے۔

(۲۸) مروی ہے کہ جس رات حضورؐ کا نور مبارک حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہوا وہ جمعہ کی رات تھی۔ اس رات جنت الفردوس کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ایک منادی نے تمام آسمانوں، اور زمین میں ندا دی۔ آگاہ ہو جاؤ وہ نور جو ایک محفوظ اور مخفی خزانہ تھا جس نبی ہادی حضرت محمد مصطفیٰؐ نے متولد ہونا تھا وہ آج رات اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہوگیا جہاں اسکے جسد عنصری کی تکمیل ہوگی، اور وہ لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بن کر دنیا میں تشریف لائے گا اور حضرت کعب الاحبارؓ کی روایت میں حضرت آمنہ کا نام بھی آیا ہے اور ساتھ منادی نے یہ بھی کہا آمنہ تمہیں مبارک ہو تمہیں مبارک ہو۔

(۲۹) مروی ہے کہ جب آپکا نور مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں منتقل ہوا تو قریش سخت قحط سالی میں مبتلا تھے۔ وہ فوراً ختم ہوگئی زمین ہری بھری ہوگئی درخت سرسبز و شاداب ہوگئے ہر طرف سے اناج پھل اور سبزیاں آنے لگیں اور تاریخ میں اس سال کا نام کشادگی اور خوشحالی کا سال پڑگیا۔

(۳۰) سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ حضور میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ اس

امت کے سردار اور ایک روایت کے الفاظ ہیں تمام انسانوں کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" رکھنا اور حضرت عباس سے مروی ہے کہ حضرت آمنہؓ نے فرمایا جب آپکو میرے پیٹ میں چھٹا مہینہ تھا تو مجھے خواب میں کہا گیا تو "خیر العالمین" سے حاملہ ہے جب انکی ولادت ہو تو انکا نام "محمدؐ" رکھنا اور اس دوران اپنے حال کو چھپائے رکھنا۔

(۳۱) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس رات حضورؐ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تو قریش کے گھروں میں جتنے چوپائے تھے اپنی اپنی زبانوں میں باآواز بلند بول پڑے "رب کعبہ کی قسم آج رسول اللہؐ اپنی والدہ کے بطن میں تشریف لے آئے ہیں اور ایک روایت میں ہیکہ ندا سنائی دی مبارک ہو ابوالقاسم ظاہر ہونے والے ہیں" اور اس رات مکہ کے ہر گھر میں نور کی چمک دکھائی دی۔

(۳۲) ابن ہشام ابو زکریا یحییٰ بن عائذ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں نو ماہ یا بعض روایات کے مطابق اسکے لگ بھگ عرصہ تک رہے اور وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا حمل اس جتنا آسان اور ہلکا اور بابرکت نہیں دیکھا اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپؐ اس دوران اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

(۳۳) ابھی آپؐ والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انکی وفات پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا باری تعالیٰ تیرا محبوب یتیم ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اسکا حافظ و ناصر میں خود ہوں۔

(۳۴) سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ دوران حمل بھی حضرت آمنہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محلات روشن ہوگئے (یہ بوقت ولادت نور دیکھنے سے پہلے کا واقعہ ہے)

(۳۵) حضرت آمنہؓ سے مروی ہے کہ جب حضورؐ کی ولادت مقدسہ کا وقت قریب آیا

تو حسب معمول مجھ پر کیفیت طاری ہوئی پھر مجھے اچانک یوں محسوس ہوا کہ سفید پرندے کے پر کی طرح کسی روشن چیز نے میرے دل پر مسح کیا ہو۔ جس سے درد فوراً جاتا رہا پھر مجھے (جنت کا) سفید مشروب پیش کیا گیا جو میں نے پی لیا۔ پھر مجھے ایک عظیم نور نے گھیر لیا پھر میں نے خوبصورت طویل القامت عورتوں کو دیکھا مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا تم میرے پاس کہاں سے آئی ہو تو انہوں نے کہا ہم آسیہ (فرعون کی بیوی جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئی تھیں) اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ یہ سب جنتی حوریں ہیں پھر میں نے زمین سے آسمان تک سفید سی روشنی دیکھی پھر میں نے فضا میں ایسے مرد دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں پھر میں نے سفید جنتی چڑیوں کو دیکھا جنکی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے' وہ میرے کمرے پر سایہ فگن ہوگئیں پھر اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب سب روشن ہوگئے اسی وقت میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے جو نصب کردیے گئے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر پس اسی مشاہدہ کی حالت میں اچانک حضورؐ میرے بطن سے باہر تشریف لے آئے اور سارا گھر نور ہی نور بن گیا اور آپ مسکرا رہے تھے پھر آپ سجدے میں گر گئے اس وقت آپکی حالت تضرع اور گریہ وزاری کی ہوگئی آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا رکھی تھی (گویا اللہ کی توحید کی شہادت دے رہے تھے) پھر اچانک آسمان کی طرف سے سفید بادل نمودار ہوا اس نے حضورؐ کو ڈھانپ لیا اور ایک منادی کی ندا بلند ہوئی کہ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشارق و مغارب اور بحر و بر میں پھراؤ تاکہ سب انس جن' ملائکہ اور چرند پرند الغرض ہر شے انکی صورت اور اوصاف کو پہچان لے" پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل کھل گیا اور آپ دوبارہ نمودار ہوئے اس وقت میں نے آپکی زیارت کی تو آپکا جسم اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اور اس سے تازہ کستوری کی خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے اس وقت (غیب سے) تین افراد نمودار ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی' ایک کے ہاتھ میں

زمرد کا طشت اور ایک کے ہاتھ میں سفید ریشم کے چادر تھی۔ اس صراحی کے (جنتی) پانی سے آپکو غسل دیا گیا' آپکے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر لگائی گئی' جو اسی ریشم میں لپٹی ہوئی تھی اور پھر اسی چادر میں لپیٹ کر لٹا دیا گیا آپکو پیدائشی طور پر سرمہ ڈالا ہوا تھا' ناف بریدہ تھے' ختنہ شدہ تھے حضرت ابن عباسؓ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

(یہ سارا مضمون **المواہب اللدنیہ' الخصائص الکبری' السیرۃ الحلبیتہ' الوفا' الانوار المحمدیہ** وغیرہا میں ہے اور انہوں نے اسے ابو نعیم' ابوحیان' خطیب بغدادی ابن سعد' طبرانی بیہقی' نیشاپوری' حافظ ابوبکر اور امام زرکشی وغیرہم سے روایت کیا ہے)

(۳۶) محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی۔ اس میں عطاء اور ابن عباسؓ بھی ہیں کہ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ

"جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نور نکلا۔ جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا" اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ "اس نور سے آپکی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے"

(اسے احمد بزار' طبرانی' حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریتہ سے روایت کیا ہے اور ابن حجر ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے)

اور اسی طرح ابو نعیم نے عبدالرحمان بن عوفؓ سے روایت کیا اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں کہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے۔ میں حضرت آمنہؓ کی خدمت میں اس وقت موجود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز

نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے ۔ رحمک اللہ ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے بھی روم کے محلات دیکھے ۔"

(۳۷) عثمان ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں ۔

" جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

(۳۸) بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود آ جاؤ ۔ سو سب جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا ۔ جس ساعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے وہ ساعت اسی شب میں تھی (کذا فی المواهب)

سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ثابتؓ سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابتؓ کی کیا عمر تھی ۔ انہوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ترپن برس کی عمر مبارک میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابتؓ (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا تھا ۔

یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے ۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی مگر یہود شہر یثرب (مدینہ) اس لئے آکر آباد ہوئے تھے کہ انکی کتابوں

میں لکھا تھا کہ نبی آخر الزماں ہجرت فرما کر اسی شہر کو اپنا مسکن بنائیں گے ۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ انہیں امید تھی کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی بنی اسرائیل میں سے ہو گی سو انہیں وقت ولادت کی علامات معلوم تھیں جس کی بناء پر اس یہودی (عالم) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی صبح اہل مدینہ کو جمع کر کے شور مچایا ۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں اپنے کسی کام سے آیا تھا ۔ سو جس شب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے ۔ اس نے کہا ۔ اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں ۔ کہنے لگا دیکھو آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہونا تھا ۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی مہر نبوت ہے وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے ۔ چنانچہ قریش نے اسکے بعد تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلبؓ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا اور مہر نبوت والی نشانی جو دونوں شانوں کے درمیان تھی دکھانے کے لئے کہا ۔ انہوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا ۔ جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی ۔ تو بے ہوش ہو کر گر پڑا ۔ اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی ۔اے گروہ قریش سن لو ۔ واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اسکی خبر شائع ہو گی (رواہ الحاکم)

اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور اسکا بیان فتح الباری میں امام عسقلانی نے بھی کیا ہے ۔

(۳۹) بیہقی ' ابو نعیم. خرائطی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ولادت ظہور پذیر ہونے والے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور اسکے چودہ کنارے ٹوٹ کر گر پڑے ' بحیرہ طبریہ دفعتہ" خشک ہو گیا اور فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا اور کبھی نہ بجھتا تھا اور بعض روایات میں منقول ہے کہ

حضرت عبدالمطلبؓ جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے نے دیکھا کہ سارا صحن کعبہ اچانک روشن ہو گیا اور چند بت منہ کے بل نیچے گر پڑے (اس سے وہ سمجھ گئے کہ حضرت آمنہؓ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تولد ہو گیا ہے۔)

(۴۰) مروی ہے کہ ابو لہب کی باندی ثویبہ بھی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھی۔ اس نے آپ کو دودھ پلایا سو ثویبہ نے آپ کی ولادت اور اپنے شرف رضاعت کی خوشخبری ابو لہب کو سنائی تو اس نے خوش ہو کر دو انگلیوں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) سے اشارہ کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا' صحیح بخاری میں ہے کہ مرنے کے بعد اسے حضرت عباسؓ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہوں مگر جب پیر کی رات (جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت تھی) آتی ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور ان دو انگلیوں کو چوستا ہوں جن کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اشارہ کرکے ثویبہ کو آزاد کیا تھا' ان میں سے ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جسے پی کر پیاس بجھاتا ہوں

ف آئمہ و محدثین اور اکابر علماء امت بیان کرتے ہیں کہ جب ایک کافر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ پر خوشی کے اظہار میں کئے گئے عمل پر عذاب میں تخفیف مل گئی ہے جب کہ کفار کا کوئی عمل آخرت میں باعث اجر نہیں ہوتا' یہ محض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص اور برکات میں سے ہے تو اہل ایمان و محبت اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی منائیں گے اور اس میں اعمال و صدقات اور قلبی سرور کے اظہار کا اہتمام کریں گے تو آخرت میں انکے اجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت قدماء کے نزدیک زیادہ معروف اور مختار قول کے مطابق بروز پیر تاریخ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل' مطابق ۲۲

اپریل ۱۷۵۷ء و مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بعد طلوع صبح صادق ، قبل طلوع آفتاب ہوئی بقول قاضی سلمان منصور پوری اس دن مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴ بجکر ۲۰ منٹ پر ہوا تھا اور ایک جیٹھ کی تاریخ کو شروع ہوئے ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے۔ عرب میں آجکل جو دوسرا نظام الاوقات مروج ہے اسکے مطابق اس دن صبح صادق کا طلوع ۹ بجکر ۵۷ منٹ پر ہوا تھا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اُس دلِ افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم　　اُس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن　　اُس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا　　چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں　　اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جن کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں　　اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک　　اُس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں　　اُس خداداد شوکت پہ لاکھ

اُن کے مولا کے اُن پر کروڑوں درو　　اُن کے اصحاب و عترت پہ لا